اخبار احمدیہ

قادیان ۲۲ دسمبر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ حضور انور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

– حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا کے متعلق اخبار الفضل میں اطلاع شائع ہوئی ہے کہ دو ہفتہ سے ڈاڑھ میں شدید تکلیف کے باعث آپ کی طبیعت بہت ناساز ہے۔ احباب سیدہ موصوفہ کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔

– محترم مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔

رمضان شریف میں ایک روز درس دینے کے بعد مکرم مولوی محمد عمر علی صاحب کی طبیعت خراب ہوگئی اس لئے باقی حصہ مکرم مولوی عبدالحق صاحب نے مکمل کیا۔ بیسویں روز سے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے درس القرآن دیا۔ اکیسویں روز سے مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب نے سورۃ روم سے درس دینا شروع کیا اور آخر تک دیں گے انشاء اللہ۔ حسب سابق ۲۷ رمضان المبارک کو درس القرآن کے اختتام پر اجتماعی دعا ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان اور قرآن کریم کی برکات سے متمتع فرمائے۔ آمین

تھیوسوفیکل سوسائٹی مدراس میں

اسلام اور تصوّف پر ایک ہندو سکالر کی پُرلطف تقریر

قرآن کریم خدا کا مقدس کلام ہے جس میں انسانی ضرورت کے تمام مسائل کا حل بہترین رنگ میں موجود ہے

(سی۔ آر۔ این۔ سوامی)

رپورٹ مرسلہ مکرم مولوی محمد عمر صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن مدراس

مدراس کے مشہور انگریزی اخبار "ہندو" کی مورخہ ۹ دسمبر کی اشاعت میں اسی روز تھیوسوفیکل سوسائٹی مدراس کی ایک شاخ میں ایک ہندو سکالر سری سی۔ آر۔ این۔ سوامی کی اسلام اور تصوف (The Theosophy of Islam) کے موضوع پر ہونے والی ایک تقریر کا اعلان دیکھنے میں آیا۔ ایک ہندو سوامی جی کی طرف سے اسلام کے متعلق کی جانے والی تقریر سننا ایک محب اسلام کے لئے دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ چنانچہ شام کو ۶ بجے بعد افطاری خاکسار اور برادرم محمد کریم اللہ صاحب تھیوسوفیکل سوسائٹی کے لیکچر ہال میں پہنچے۔ جہاں شہر کے چند چیدہ پہلے ہی موجود تھے۔ ہم دونوں مسلم صورتوں کو دیکھ کر تمام حاضرین کی توجہ ہماری طرف ہوئی اور مسرت کا اظہار کیا۔

ٹھیک ساڑھے چھ بجے اجلاس شروع ہوا۔ سب سے پہلے صدر مجلس نے جو مذکورہ سوسائٹی کے صدر بھی ہیں مجھ سے خواہش کی کہ میں قرآن کریم کی چند آیات کی تلاوت کروں تاکہ اس مقدس کتاب کے دعائیہ کلام سے اجلاس کا باقاعدہ آغاز کیا جا سکے۔ یہ فرمائش میرے لئے نہایت مسرت اور فخر کا موجب تھی کہ اس مجلس میں قرآن کریم کی آیات اور خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچانے کا موقعہ مل رہا ہے۔ چنانچہ خاکسار نے سورۃ البقرہ کے آخری رکوع کی تلاوت کی۔ اس وقت تمام سامعین احتراماً کھڑے رہے۔

اس کے بعد شری سوامی جی نے اسلام اور تصوف پر اپنی تقریر کا آغاز کیا۔ انہوں نے سب سے پہلے خاکسار کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ میں اس وقت اپنے اندر ایک خوشی اور مسرت محسوس کرتا ہوں کہ اس تلاوت قرآن کریم کے بعد پیدا شدہ ایک روحانی ماحول میں اپنی تقریر شروع کر رہا ہوں۔

آپ نے کہا کہ آج سے ۹۲ سال قبل تھیوسوفیکل سوسائٹی کا قیام ہوا تھا۔ تمام مذاہب عالم کا مطالعہ کرنا اور ان میں سے اچھی تعلیمات کو اپنانا اور ان کا پرچار کرنا ہی ہمارا نصب العین ہے لیکن دیکھنے میں آتا ہے کہ ہم خاص کر صرف ہندو مذہب کا ہی مطالعہ توجہ سے کر رہے ہیں لیکن اتنی توجہ اسلامی تعلیمات اور خصوصاً قرآن کریم کے مطالعہ میں نہیں دے رہے ہیں۔ قرآن کریم خدا کا مقدس کلام ہے جسے حضرت محمد صاحب نے سماعت فرمایا۔ اس مقدس کتاب میں ایک انسان کی زندگی میں آنے والے تمام مسائل اور ضروریات کا حل بہترین رنگ میں موجود ہے۔

اس کے بعد سوامی جی نے ارکان اسلام کا مجملاً ذکر کرتے ہوئے ان سب کا فلسفہ اور حکمت بیان کی۔ آپ نے وضو اور ارکانِ نماز کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے ارکان نماز کی تشریح کی۔ اور خاص طور پر سجدہ کی کیفیت کا ذکر کیا اور بتایا کہ نماز کی روح توجہ الیٰ اللہ ہے اور سجدہ میں ایک نمازی کا دل محبتِ الٰہی کے سیلاب میں بہتا چلا جاتا ہے۔ اور اس گھڑی اس نمازی اور خدا کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں۔ بغیر اس روح کے نماز کو جس میں صرف ظاہری ارکان ہی ہوں اُس مُردے سے تشبیہ دی جو بہت خوبصورت ہو۔ یعنی جس طرح ایک مُردے کی خوبصورتی اُسے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ اسی طرح بغیر روح یعنی توجہ الی اللہ اور محبتِ الٰہی کی نماز بھی بے فائدہ ہے۔

اسی طرح آپ نے روزے اور زکوٰۃ کی حکمت پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ یہ دونوں عبادتیں اخوت و برادری کی عملی تصویر ہیں۔ اور اسلام ہی صحیح سوشلزم دنیا کے سامنے عملی طور پر پیش کرتا ہے۔ علاوہ ازیں آپ نے حج کو اسلامی اجتماعیت کا بہترین نمونہ کے طور پر پیش کیا۔

فاضل مقرر نے جہاد کی تعریف جس رنگ میں کی وہ بہت لطف آیا۔ آپ نے بتایا کہ جہاد خدا تعالیٰ کو پانے کے لئے جد و جہد کرنے کا نام ہے۔ جہاد کا مطلب اپنی نفسانی خواہشات کی قربانی کرنا اور اسی طرح امن عالم کے لئے کوشش کرنا اور اس کے لئے اپنی زندگی وقف کرنا ہے اس لئے ہر مسلمان کے لئے جہاد لازمی اور ضروری قرار دیا گیا ہے۔ اور ایک مسلمان کی زندگی اور جہاد لازم و ملزوم ہیں۔

اسلام کے ارکان عبادت کا ذکر نہایت دلنشین پیرایہ میں کرنے کے بعد آپ نے اسلامی تصوف کے متعلق بتاتے ہوئے کہا کہ عشقِ الٰہی کے انتہائی مقام کا نام تصوف ہے۔ اور تصوف کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی معرفت اور اس کے متعلق علم و عرفان حاصل ہو جاتا ہے۔ عرفانِ الٰہی کا پہلا زینہ خوفِ خدا اور خشیتِ الٰہی ہے۔ انگریزی میں بھی اس کے متعلق یوں کہاوت ہے۔

FEAR OF GOD IS THE BEGINNING OF WISDOM

یعنی علم کا ابتدا خوفِ خدا سے ہوتا ہے چنانچہ قرآن کریم بھی یہی کہتا ہے کہ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء کہ خدا تعالیٰ سے عالم لوگ ہی صحیح معنوں میں ڈرتے ہیں۔

سری سوامی جی نے اپنی تقریر کے آخری حصہ میں بتایا کہ توحید الٰہی مذہب اسلام کی بنیاد اور روح ہے اور کلمۂ لا الٰہ الا اللہ ہر مسلمان کا ورد جان ہے۔ اب ہندو صاحبان لفظ لا الٰہ الا اللہ کو سنتے ہیں تو اُن کے لئے اجنبی چیز جیسی ہے۔ حالانکہ ہندوؤں کے مرکوز میں اس لا الٰہ الا اللہ کا مفہوم موجود ہے (
[illegible]
ایک ہی ہے دو نہیں۔

(باقی صفحہ ۸ پر)

مکان صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۲۸ دسمبر ۱۹۶۷ء

کوئنا کا قیامت خیز زلزلہ اور ایک بڑی چیتاونی

اسی ماہ کی ۱۱ تاریخ کو بمبئی کے قریب کوئنا کے علاقہ میں جو زلزلہ آیا وہ اپنی شدت اور تباہ کاریوں کے لحاظ سے فی الواقعہ قیامت خیز زلزلہ تھا جبکہ اخبار پرتاپ جالندھر نے ۱۲ دسمبر کی اشاعت میں اسے بھیانک زلزلہ قرار دیا۔ اور روزنامہ الجمعیۃ دہلی نے ۱۳ دسمبر کی اشاعت میں اسے مغربی ہند کے قیامت خیز زلزلہ سے تعبیر کرتے ہوئے اس کی تباہی کے بارہ میں حسب ذیل خبر شائع کی:۔

بمبئی ۱۱ دسمبر مغربی ہند میں آج کا زلزلہ انسانی نسل کی یادداشت کا شدید ترین زلزلہ ہے۔ اس سے مختلف شہر اور قصبات مختلف سمتوں میں متاثر ہوئے لیکن کوئنا تو بالکل ہی تباہ ہو گیا۔ تقریباً تمام مکانات کھنڈر ہو گئے۔ اور کم سے کم ۸۰ اشخاص اکیلے اسی قصبہ میں ہلاک ہو گئے۔ کوئنا اور اس کے آس پاس کے علاقوں میں ۱۲۰۰ اشخاص زخمی ہوئے۔ اور ان تین سو اشخاص میں شدید مجروح اور داخل ہسپتال ہیں۔ اس زلزلہ کا مرکز کوئنا نگر ہی تھا۔ اور اس کے جھٹکے شیلانگ سے لے کر اچھا لا راور سے تک ریکارڈ کئے گئے۔ زلزلہ کا پہلا جھٹکا ۴ بجکر ۲۲ منٹ پر ریکارڈ کیا گیا۔ کوئنا میں زلزلہ کے باعث ایک پہاڑی میں دراڑ پڑ گئی ہے اور تار و فون کا سلسلہ تباہ ہو گیا۔

بمبئی میں ۳۰ سیکنڈ تک جھٹکے محسوس ہوئے زلزلہ کی وجہ سے لوکل ٹرین سروس کے علاوہ ہوائی سروس بھی متاثر ہوئی۔ بجلی بند ہونے سے ہوائی جہاز ایک گھنٹہ تاخیر سے روانہ ہوئے۔ اخبارات کی طباعت اور تقسیم میں بھی دیر ہوئی۔ بجلی کی سپلائی معطل ہونے سے کپڑے کے تمام کارخانے بند رہنے کے باعث آج کم سے کم ۵ لاکھ مزدور کام پر نہیں آسکے۔

مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ مسٹر ڈی ایس ڈیسائی نے بتایا کہ کوئنا کے ملبہ میں سے اب تک ۱۵ لاشیں نکالی گئی ہیں۔ جبکہ مزید لاشیں ملبہ سے برآمد ہونے کا امکان ہے۔ مرنے والوں میں کوئنا پر وجیکٹ کے انجینئر بھی شامل ہیں۔

مذکورہ مشائخ ہیں " (الجمعیۃ دہلی ۱۳/۱۲/۶۷)

مغربی ہند میں آنے والے اس شدید زلزلہ میں تباہی کی تفصیل پڑھ کر ایک تو متاثر افراد کے ساتھ دلی ہمدردی کے جذبات بیدار ہوتے ہیں۔ دوسری طرف دنیا کی بے ثباتی اور انسان کی اپنی بے بسی بھی ظاہر ہو جاتی ہے۔ انسان بڑے بڑے دعاوی کرتا ہے۔ قسم کے پروگرام بناتا ہے۔ مگر نہیں جانتا کہ مستقبل کے پردہ میں کیسے کیسے حوادث چھپے ہوئے ہیں۔ قدرت تو اپنا کام کرتی ہے مگر بڑا ہی عقلمند اور خوش نصیب ہے وہ شخص جو کسی حادثہ کا شکار ہونے سے قبل عبرت حاصل کرے۔ جو لوگ کسی آفت یا حادثہ کا نشانہ بنے ان کا معاملہ تو ان کے خالق و مالک کے ساتھ جا پڑا مگر جو اس تباہی سے بچ گئے ان کے لئے وقت ہے۔ اپنی زندگی کا جائزہ لیں اور دیکھیں کہ وہ کون سے طریق ہیں جن سے وہ ایسے آفات و مصائب سے بچ سکتے ہیں اور برے نتائج سے انہیں امن مل سکتا ہے۔

بہت ممکن ہے کہ آنے والے زلازل کے کچھ مادی اسباب بھی ہوں۔ مگر یہ ایک حقیقت ہے جس سے انکار ممکن نہیں کہ اس زمانہ میں جو کثرت سے زلازل آرہے ہیں۔ ان کے پیچھے ظاہری اور مادی اسباب کے علاوہ بہت سے روحانی اسباب بھی ہیں۔ ورنہ یہ بات باور کئے جانے کے قابل نہیں کہ وہ خدا جو اپنی مخلوق کے ساتھ ماں سے زیادہ محبت اور پیار کرنے والا ہے اور باپ سے زیادہ شفیق ہے۔ آئے دن بلا وجہ دنیا کو تباہ و برباد کرتا چلا جائے۔

اگر ہم روحانی نقطۂ نظر سے اس اپنے زمانہ کا جائزہ لیں تو یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ آج دنیا میں گناہوں کا ایک خوفناک سیلاب امڈا پڑا ہے نیکی اور اخلاق کا جنازہ اٹھ چکا ہے خدا فراموشی عام ہے۔ دنیا طلبی لوگوں کی زندگی کا منتہائے مقصود بن چکا ہے۔ بد اخلاقی اور قابل شرم افعال کی دنیا عادی ہو چکی ہے لوگوں کی اس بد عملی اور سرکشی کے سبب اس وقت خدا کا غضب بھڑک رہا ہے جس کا مظاہرہ کبھی کسی خطۂ زمین میں ہوتا ہے اور کبھی کوئی اور خطۂ زمین اس کا نشانہ بن جاتی ہے۔

جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں کہ خدا اپنی مخلوق سے بے حد محبت رکھتا ہے وہ نہیں چاہتا کہ غفلت میں مارے جائیں اس لئے لوگوں کو ان کی غلطی پر متنبہ کرنے اور صحیح رستہ دکھانے کے لئے وہ وقت پر مصلح اور ریفارمر بھیج دیتا ہے۔ چنانچہ خدا کی رحمت اس زمانہ میں بھی جوش میں آئی اور ہمارے اپنے ملک ہندمیں اور قادیان کی مقدس بستی میں خدا تعالیٰ کا یہ برگزیدہ بندہ اور تمام قوموں کا موعود مبعوث ہوا۔ سیدنا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے آج سے پون صدی قبل نہایت واشگاف الفاظ میں دنیا کو متنبہ کیا اور کھلے رنگ میں انہیں چیتاونی دی کہ اگر لوگوں نے اپنی بد عملی اور سرکشی سے توبہ نہ کی اور اصلاح کی طرف متوجہ نہ ہوئے تو خدا کا غضب دنیا میں بھڑکنے والا ہے جو لوگ توبہ کریں گے اور خدا کے ساتھ اپنا تعلق پیدا کریں گے وہ نجات پائیں گے ورنہ ایک بڑی تباہی دنیا کے سر پر منڈلا رہی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اس عالمگیر تباہی سے قبل زلازل اور مختلف قسم کی آفتوں کی صورت میں نسبتاً چھوٹی چھوٹی مصیبتیں آئیں گی۔ تا لوگ ان کو دیکھ کر ڈر جائیں۔ عبرت حاصل کریں اور سچے خدا کی طرف رجوع کریں۔ قریباً پون صدی کا عرصہ اس چیتاونی پر گذر چکا ہے۔ دنیا اب تک کئی قسم کی مصیبتوں کا منہ دیکھ چکی ہے اور یہ سلسلہ ابھی ختم نہیں ہوا اس لئے مبارک ہے وہ جو ان سے سبق حاصل کرتا اور سچے خدا کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اب ذرا ان الفاظ پر غور کریں جن کے ذریعہ مقدس بانی سلسلہ احمدیہ نے محض مخلوق کی ہمدردی کی خاطر ایسی خوفناک آفتوں کے آنے سے قبل ہی دنیا کو متنبہ فرمایا تھا حضور فرماتے ہیں:۔

"یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے پس یقیناً سمجھو جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے ایسا ہی یورپ میں بھی آئے۔ اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے۔ اور بعض ان میں قیامت کا نمونہ ہوں گے ......"

پھر عالمگیر تباہی کی خبر دیتے ہوئے فرمایا:۔

"وہ دن نزدیک ہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہوں گی۔ کچھ آسمان سے اور (ربانی صفحہ ۱۲ پر)

قادیان کی مرکزی مساجد میں اعتکاف

قادیان ۲۱ دسمبر رمضان شریف کا آخری مبارک عشرہ شروع ہو چکا ہے اس سال قادیان کی ہر دو مرکزی مساجد میں حسب ذیل احباب کو اعتکاف کرنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے:۔

مسجد مبارک

۱۔ حضرت بابا فضل الدین صاحب متالی درویش
۲۔ مکرم مولوی عبد الحق صاحب فضل مبلغ سلسلہ
۳۔ مکرم چوہدری سعید احمد صاحب بی۔ اے آنرز
۴۔ مکرم چوہدری عبد الرشید صاحب نیاز درویش
۵۔ مکرم مستری منظور احمد صاحب درویش
۶۔ مکرم بابا رحیم اللہ صاحب
۷۔ مکرم عبد الکریم صاحب ناصر آبادی درویش
۸۔ مکرم نور محمد صاحب بوتھی درویش

مسجد اقصیٰ

۱۔ مکرم حاجی خدا بخش صاحب درویش
۲۔ مکرم محمد شریف صاحب گجراتی درویش
۳۔ مکرم مستری عبد الغفور صاحب درویش
۴۔ مکرم سردار محمد صاحب درویش
۵۔ مکرم شیخ غلام نبی صاحب متعلم مدرسہ احمدیہ
۶۔ مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری متعلم مدرسہ احمدیہ
۷۔ مکرم مولوی عبد الحلیم صاحب متعلم مدرسہ احمدیہ
۸۔ مکرم مولوی رفیق احمد صاحب شاد متعلم مدرسہ احمدیہ

خطبہ جمعہ

رمضان کے روزوں اور عبادات کا گہرا تعلق دعا اور قبولیت کے ساتھ ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۸ دسمبر ۱۹۶۷ء

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور پُر نور نے

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ۝ (البقرہ آیت ۱۸۷)

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوا وَنَصَرُوا أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۝

(الانفال آیت ۷۵)

کی بھی تلاوت فرمائی۔ پھر فرمایا:-

رمضان کے مہینے کا اور

رمضان کے روزوں اور عبادت کا بڑا گہرا تعلق

دعا اور قبولیت دعا کے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی لئے یہ فرمایا ہے کہ روزہ میرے لئے رکھا جاتا ہے۔ اور میں خود بھی جزا ہونگا اور وہ خود ہی کی قبولیت ہی جانا ہے۔ اسے اپنا قرب عطا کرتا ہے اور اپنے پیار اور محبت کا سلوک اس سے کرتا ہے۔ اور پیار اور محبت کے سلوک میں بڑا ہی پیارا سلوک قبولیت دعا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ سے پہلے یہ فرمایا تھا کہ قرآن میں ہدایت بھی ہے حکمت بھی ہے نور بھی ہے۔ ہر زمانہ میں ہر جعمنہ میں ان

قرآنی برکات کے حصول کی کوشش

کرتے رہا کرو۔ لیکن رمضان میں آسمان سے رحمتوں کا نزول دوسرے مہینوں کی نسبت کچھ زیادہ ہی ہوتا ہے۔ اور قبولیت جو انسان کو حاصل ہو سکتی ہے وہ بھی اس مہینہ میں زیادہ حاصل ہو سکتی ہے۔ اور اس کے آخر میں فرمایا تھا کہ تم اللہ تعالیٰ کی کبریائی کو کثرت سے بیان کرو۔ اور اس کے شکر کی طرف متوجہ ہو اور شکر گزار بندے بنو۔ پھر بتایا یہ دعا اور قبولیت دعا کا جو مضمون ہے اسے اختصار کے ساتھ اس آیت میں کھول کر بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ اگر میرے بندے یہ سوال کریں کہ اللہ کا قرب کیسے حاصل ہو سکتا ہے تو انہیں میری طرف سے کہو کہ میں تو قریب ہوں أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ رمضان کے روزوں اور دوسری عبادتوں کے نتیجہ میں میں اور بھی قریب ہو گیا ہوں اور میرے قریب پر یہ بات شاہد ہے کہ دعا کرنے والے کی دعا کو میں قبول کرتا ہوں۔ لیکن دعا کو اپنی شرائط کے ساتھ کرنا چاہئے۔ اور

دعا کی جو شرائط اسلام نے بتائی ہیں

اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جن پر بڑی وضاحت سے روشنی ڈالی ہے وہ ساری کی ساری ان دو لفظوں میں آجاتی فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں یہ فرمایا ہے کہ میں تمہاری دعا کو قبول کروں گا لیکن بنیادی طور پر دو شرطیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ تم میرا حکم ماننے والے ہو کوئی ایسی دعا نہ ہو جو میرے اوامر و نواہی کے خلاف ہو۔ مثلاً اللہ تعالیٰ حکم یہ دے کہ ہمسائے سے حسن سلوک کرو اور ہمسایہ بغض اور حسد سے یہ دعا کر رہا ہو کہ خدا اس کو تباہ کرے۔ اس کے بچوں کو مار دے۔ اس کے رزق میں بے برکتی ڈال تو ایسی دعا اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف ہوگی اور رد کر دی جائے گی اور قبول نہیں کی جائے گی۔

تو اللہ تعالیٰ نے یہاں یہ فرمایا کہ میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا اگر تم دعا کی شرط کو مدنظر رکھو اور

پہلی شرط یہ ہے کہ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي کہ میرے حکم کو مانو جو بھی احکام اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں دیتے ہیں اور جن کی وضاحت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوہ میں اور پھر آپ کے ارشادات میں پائی جاتی ہے اور جس پر بڑی سیر کن بحث حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتب اور اپنی تحریروں اور تقریروں میں کی ہے ان احکام کو مدنظر رکھتے ہوئے جو دعا قبول کی جائے گی وہ دعا کی ایک شرط کو پورا کر رہی ہو گی اور اگر باقی شرائط بھی پوری ہوں تو پھر وہ دعا قبول ہو جائے گی۔

دوسری اصولی شرط یہ ہے کہ وَلْيُؤْمِنُوا بِي میری ذات اور میری صفات پر کامل ایمان رکھتے ہوں۔ اگر کسی شخص کے دل میں یہ خیال ہو مثلاً کہ میرا بچہ اس قدر بیمار ہو چکا ہے کہ اللہ بھی اس کو شفا نہیں دے سکتا تو اس کی دعا کیسے قبول ہو گی اس صورت میں اس کی دعا تو سطحی اور محض زبان کے الفاظ ہوں گے جن کے اندر کوئی حقیقت جن کے اندر کوئی روح نہیں پائی جاتی۔

جو شخص یہ چاہتا ہے

کہ اس کا محبوب اور پیارا رب اس کی دعا کو قبول کرے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس حکم کو سامنے رکھے کہ وَلْيُؤْمِنُوا بِي کہ میری ذات اور میری صفات پر کامل ایمان رکھنے کے بعد جو دعا تم کرو گے وہ میں قبول کروں گا۔ مثلاً مجھے تم رزاق سمجھو گے صرف میری طرف جھکتے رہے ہو گے۔ اگر ایک شخص اللہ تعالیٰ کو رزاق نہیں سمجھتا اور رشوت پر توکل رکھتا ہے تو اس کی یہ دعا کہ اے خدا میرے مال میں برکت ڈال قبول نہیں ہو سکتی کیونکہ وَلْيُؤْمِنُوا بِي کے خلاف ہے۔ ہر دو اصولی شرائط کے خلاف ہے۔ خدا تعالیٰ کی حکم عدولی بھی کی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ کو حقیقی معنی میں رزاق بھی نہیں سمجھا گیا۔ جس شخص پر اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت "الرزاق" کا جلوہ ہر جا تا ہے وہ ہر قسم کے مال حرام سے پرہیز کرنے کی انتہائی کوشش کرتا ہے وہ جانتا ہے کہ میری ساری ضرورتوں کو پورا کرنے والا میرا رب ہے۔

تو یہ

دو بنیادی شرائط

ہیں جو دو حکموں میں یہاں اللہ تعالیٰ نے بڑے لطیف پیرایہ میں بیان کر دی ہیں۔ کہ اگر ان شرائط کے ساتھ دعا کی جائے گی تو قبول کی جائے گی اور اس سے دو باتیں ثابت ہوں گی۔

ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ بندے کے قریب ہے۔ رات کی تنہائی اور خاموشی میں ہم دعا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل اور مہربانی سے ان دعاؤں کو قبول کر لیتا ہے۔

دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس بندے کو اسلام پر عمل پیرا ہونے کے نتیجہ میں اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی برکت کے طفیل اپنا قرب عطا کیا ہے۔ کیونکہ قرب دونوں طرف کا ہوتا ہے نا؟

تو جس چیز سے اس علامت سے یہ ظاہر ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کے قریب ہے۔ وہی بات یہ بھی بتا رہی ہوگی کہ وہ بندہ بھی خدا کے فضل سے اللہ تعالیٰ کے قریب ہو گیا ہے۔ یہاں جو لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ فرمایا کہ تم ہدایت کے صحیح مقام پر قائم ہو جاؤ) اور فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي دو باتیں ان کے ذریعہ سے بتائی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے سورۃ انفال کی پچھتروں آیت میں کی ہے جو میں نے ابھی دوستوں کو سنائی ہے وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوا وَنَصَرُوا أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ

حَقًّا لَّهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيمٌ" میں یہ بتایا گیا کہ جو یہ ایمان لاتے ہیں۔ یہاں اس آیت میں یہ بتایا ہے کہ حقیقی ایمان لانے والے کون ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حقیقی مومن کی علامتوں میں سے ایک علامت

وَالَّذِينَ آمَنُوا عام ایمان کی بیان کی ہے۔ ایمان کے اصل معنی زبان اور دل کے اقرار اور تصدیق کے ہیں نیز جوارح کی تصدیق یعنی عمل بھی اس دعویٰ کے مطابق ہوں۔ تب حقیقی ایمان بنتا ہے۔ ایک منہ کا ایمان ہے لوگ عام طور پر کہہ دیتے ہیں کہ جی ہم ایمان لائے۔ صرف زبانی دعویٰ ہوتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ جو لوگ ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں وَهَاجَرُوا اور ان تمام باتوں سے رکے رہتے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے۔ وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ اور وہ تمام کام کرتے ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ کرو۔ وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا اور اپنے بھائیوں کے ساتھ مل کر اصلاحی معاشرہ کو قائم کرتے ہیں اور وہ جو خدا تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری میں اپنے گھروں کو چھوڑتے ہیں۔ یہ لوگ ان کو اپنے گھروں میں جگہ دیتے ہیں۔ وَّنَصَرُوا اور ہر طرح ان کی مدد کرتے ہیں۔ تو یہ سچے مومن ہیں هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا۔

تو سچے مومن کی پانچ نشانیاں یہاں بیان کی گئی ہیں۔ الَّذِينَ آمَنُوا کے معنی یہاں یہ ہیں کہ وہ لوگ جو یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ ان کا تمام وجود ایک ایسی چیز ہے جو خدا تعالیٰ کی شناخت اور اس کی اطاعت اور اس کے عشق اور محبت اور اس کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے بنائی گئی ہے۔ یہ ایمان ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہم سے چاہا ہے۔ یعنی ہم اس اعتقاد اور یقین پر قائم ہوں کہ حقیقی وجود اللہ کا ہے اور اللہ تعالیٰ نے انسان کو اور جیسے بطور انسان کے اس لئے بنایا ہے کہ وہ اپنا وجود اس کی راہ میں کھو دیں اور اپنے ارادوں کو چھوڑ کر .... اس کے ارادوں اور اس کی رضا کو قبول کریں اور اس کی معرفت حاصل کر کے تقویٰ کی راہوں پر چلنے کی کوشش کریں اور ہرگز کبھی سوائے اس پاک ذات کی محبت کے کسی اور کی محبت باقی نہ رہے۔

یہ کامل ایمان ہے جس کی طرف وَالَّذِينَ آمَنُوا میں آمَنُوا کا لفظ اشارہ کر رہا ہے۔

اور دراصل اس کی دو کیفیتوں کو زیادہ وضاحت کے ساتھ هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا میں بیان کیا گیا ہے۔ هَاجَرُوا میں اس طرف اشارہ پایا جاتا ہے کہ انسان کی نفسانیت پر موت وارد ہو جائے اور اس کی اپنی کوئی خواہش یا اپنا کوئی ارادہ باقی نہ رہے اور وہ کلی طور پر ہر اس چیز سے پرہیز کرنے والا ہو جس سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے۔ پس نفس امارہ کے تمام حکموں کو ٹھکرا دینے والا اور اللہ تعالیٰ کے سب حکموں کی پابندی کرنے والا اور تمام دکھوں کو سہنے والا ہی پکا مومن ہوتا ہے۔ اور سچے مومنوں کی علامتوں میں سے ایک یہ ہے کہ جَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ اپنے وجود کی تمام عملی طاقتیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں وہ لوگ لگا دیتے ہیں اور اپنی ہر ایک قوت اور خداداد توفیق سے وہ حقیقی نیکیوں کو بجا لاتے ہیں۔ اور باطنی اور ظاہری قویٰ سارے کے سارے خدا کے لئے اور اس کی راہ میں وقف کر دیتے ہیں۔ تو غیر اللہ کی ہر بات ماننے سے انکار اور اللہ تعالیٰ کے ہر حکم پر اپنا سب کچھ قربان کر دینا اس طرف هَاجَرُوا اور جَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ میں اشارہ کیا گیا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ حقیقی مومن کی علامت یہ ہے کہ الَّذِينَ آوَوا وہ

ایک دوسرے کی مدد کرنے والے ہیں

اور اپنے گھروں کے دروازے اپنے بھائیوں کے لئے کھلے رکھنے والے ہیں۔ ایک تو وہ لوگ تھے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے سب کچھ اپنے شہروں میں چھوڑ دیا (زیادہ تر مکہ میں) اور مدینہ کی طرف وہ ہجرت کر گئے۔ ان مومنوں کو مدینہ میں رہنے والے انصار نے پناہ دی اور اپنے گھر میں ان کو ٹھہرایا۔ اور وہ یہاں تک تیار تھے کہ اگر خدا کا یہی منشاء ہو تو اپنا سب کچھ نصف نصف کر کے نصف اپنے مہاجر بھائیوں کو دیدیں۔ تو ہم اس کے لئے بھی تیار ہیں۔ یہاں تک کہ اگر اللہ تعالیٰ کو یہی پسند ہو کہ اگر ہماری دو بیویاں ہیں تو ہم ایک کو طلاق دے دیں اور اپنے بھائی سے یہ خواہش رکھیں کہ وہ اس بیوی سے عدت گذرنے پر شادی کرلے تو یہ بات بھی ہم کرنے کے لئے تیار ہیں۔

لیکن صرف اس حد تک اس لفظ کے معنے کو محدود نہیں کیا جاسکتا بلکہ جب بھی ایک مسلمان بھائی کو ضرورت پڑے تو ہمارا یہ فرض ہے کہ وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا پر عمل کرنے والے ہوں۔ یعنی جب بھی ایک مسلمان خدا تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے گھر سے نکلے اور کسی دوسرے مقام پر پہنچے تو اس دوسرے مقام پر رہنے والوں کا یہ فرض ہے کہ وہ ان کو اپنے مکانوں میں رہائش کے لئے جگہ دیں۔ جیسا کہ

اب جلسہ سالانہ آ رہا ہے

جلسہ سالانہ پر باہر سے آنے والے سردی کی شدت برداشت کرتے ہوئے اور اپنے بچوں کو اور بیویوں کو انتہائی جسمانی تکلیف میں ڈالتے ہوئے ربوہ میں پہنچتے ہیں۔ ربوہ میں آنے کی غرض یا مرکز سلسلہ میں پہنچنے کا مقصد یہ تو نہیں ہے کہ یہاں وہ دنیا کمانا چاہتے ہیں۔ وہ محض خدا کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اور قرآن کریم کے احکام کو سننے کے لئے اور اپنے بھائیوں سے ملنے کے لئے اور اللہ تعالیٰ کے جو فضل سال کے دوران جماعت پر ہوتے رہے ہیں ان کو دیکھنے اور ان کا حال سننے کے لئے آتے ہیں وہ صرف اس لئے آتے ہیں اور صرف اس لئے یہ تکالیف برداشت کرتے ہیں کہ وہ یقین رکھتے ہیں کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو جلسہ پر بلایا تو وہ آواز آپ کی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی وہ آواز تھی اس لئے دوست بڑی کثرت سے آتے ہیں۔ ظاہری طور پر بڑا دکھ اٹھا کے اور بڑی قربانی دے کر آتے ہیں اور ہر قسم کی کوفت اور ہر تکلیف یہاں برداشت کرنے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ لیکن ہم انہیں جو سہولت اور آرام پہنچا سکیں وہ تو ہمیں پہنچانا چاہیئے۔ ربوہ کے رہنے والوں کو بھی آوَوا وَّنَصَرُوا کے ماتحت!!!

میں کئی سال افسر جلسہ سالانہ کی خدمت بھی بجا لاتا رہا ہوں۔ میں نے دیکھا ہے کہ کچھ بیچ جن کی اپنے شہروں میں بڑی بڑی کوٹھیاں خدا کے فضل سے بنی ہوئی ہیں یہاں ان کو سارے خاندان کے لئے میاں بیوی اور بچوں کے لئے ایک چھوٹا سا کمرہ یا ایک غسل خانہ ہی جس میں پرالی پڑی ہوئی ہو مل جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کا بڑا شکر بجا لاتے ہیں پس ربوہ والوں کا یہ فرض ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے ان

مہمانوں کے لئے اپنے گھروں کے کچھ حصے وقف کریں

اور جلسہ سالانہ کے انتظام میں انہیں دیدیں۔ یہ بھی ان کا فرض ہے کہ جب وہ اپنے مکان کا ایک کمرہ یا دو کمرے وقف کر چکیں تو بوقت ضرورت دینے سے انکار نہ کریں کیونکہ اس سے بہت زیادہ تکلیف اور پریشانی ہوتی ہے۔ ہمارے مہمان کو بھی اور منتظمین جلسہ کو بھی۔ منتظم مطمئن ہوتے ہیں کہ ہم نے فلاں بھائی کے خاندان کے لئے انتظام کر دیا ہے۔ وہ مطمئن ہوتا ہے کہ میرے لئے جگہ کا انتظام ہے۔ لیکن جب وہ ربوہ پہنچتے ہیں تو گھر والے کہہ دیتے ہیں کہ ہمارے فلاں واقف آگئے تھے جن کا پہلے پتہ نہیں تھا وہ کمرہ یا کمرے جو آپ کو دیئے ہوئے تھے وہ تو ہم نے اپنے رشتہ دار یا دوست کو دیدیئے یا واقف کو دیدیئے۔ بیچارے کو انتہائی کوفت اور پریشانی اٹھانی پڑتی ہے اور آپ گنہگار ہوتے ہیں۔ وعدہ کرتے ہیں اور پورا نہیں کرتے اور اپنے بھائیوں کی پریشانی کا باعث بنتے ہیں۔ ایک حقیقی مومن کی علامت جو اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بیان کی ہے کہ

وہ اپنے گھروں میں جگہ دیتے ہیں

(اپنے ضرورت مند بھائیوں کو) اس کی خلاف ورزی کر رہے ہوتے ہیں اور اپنے اس فعل سے اس بات پر مہر لگا رہے ہوتے ہیں کہ آپ اس حد تک حقیقی مومن نہیں (اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے آپ ہمیشہ محفوظ رہیں ہر دم دعا بھی اور کوشش بھی ہونی چاہیئے کہ ہم کوئی ایسا کام نہ کریں جس سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو مول لینے والے ہوں)

جلسہ قریب آ رہا ہے اور اس کے انتظام شروع ہو چکے ہیں۔ میں اپنے دوستوں سے یہ امید رکھتا ہوں کہ وہ اپنے ان بھائیوں کے لئے جو خدا کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے محض دین کی خاطر اور

خدا تعالیٰ ہی کی باتیں سننے کے لئے یہاں آتے ہیں۔ اپنے مکانوں کا ایک حصہ وقف کریں اور انتظام جلسہ کے سپرد کریں تاکہ وہ انتظام کے ماتحت استعمال کئے جاسکیں اس لئے آپ اپنے گھروں کو دراصل مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر کا ایک حصہ بنا لیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا کہ وَسِّعْ مَکَانَکَ تو اس میں صرف آپ ہی مخاطب نہیں بلکہ ہر وہ شخص جو آپ کی سنت پر عمل کرنے والا اور اللہ تعالیٰ کے منشاء کو سمجھنے والا اور اس منشاء کے مطابق اپنے گھر میں وسعت پیدا کرنے والا ہے وہ بھی اس کا مخاطب ہے۔

تو اگر آپ جلسہ کے موقع پہ یا دوسرے موقعوں پر جب جماعت کو مکانوں کی ضرورت پڑتی ہے اپنے مکان وقتی طور پر سلسلہ کے لئے دیں تو مالی لحاظ سے تو آپ کو کوئی نقصان نہیں لیکن بے انتہا ثواب آپ کما رہے ہوتے ہیں اور ان تمام برکتوں کے وارث بن رہے ہوتے ہیں جن برکتوں کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا نے کہا کہ میں تیرے گھر پر نازل کروں گا۔ کیونکہ اس طرح آپ کا گھر بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر کا ایک حصہ بن جاتا ہے تو زیادہ سے زیادہ مکان یا ان کے حصے جلسہ سالانہ کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کے رہنے کے لئے پیش کریں۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعتی عمارتیں بھی ہر سال کچھ نہ کچھ بڑھتی ہی رہتی ہیں لیکن

خدا تعالیٰ کا بڑا فضل ہے

کہ ہر سال ہی مکانیت کی زیادتی اور وسعت پیدا ہو جانے کے باوجود "مکان" تنگ ہو جاتا ہے اور مہمان زیادہ ہوتے ہیں یہ تو ہوتا ہی رہے گا تاکہ یہاں کے رہنے والے بھی اور آنے والے بھی مکان کی تنگی کے نتیجہ میں ہمیشہ ثواب حاصل کرتے رہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ اپنی پوری شان کے ساتھ پورا ہوتا ہے۔

پس ہم اپنے رب سے امید رکھتے ہیں کہ جلسہ پر پچھلے سال سے زیادہ مہمان آئیں گے۔ اور ہمیں زیادہ مکانیت کی ضرورت پڑے گی اس ضرورت کو ایک حد تک تو وسیع تر ہوتی ہوئی جماعتی تعمیروں سے پورا کیا جاسکتا ہے لیکن ایک حد تک بہرحال یہاں کے مکینوں نے اپنے مکان خالی کر کے اس ضرورت کو پورا کرنا ہے۔ دنیا کمانے کے لئے نہیں بلکہ خدا کے لئے تنگی برداشت کر کے خدا کے رحم کو جذب کرنے اور اس کے فضل کے حصول کی امید پر اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی رحمت اور فضل سے نوازے۔ خدا اور اس کے دین کے لئے اور اس کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے یہاں آنے والوں کے لئے اپنے مکانوں کے کچھ حصے نظام سلسلہ کو پیش کریں۔

تو اللہ تعالیٰ یہاں فرماتا ہے کہ مومن اپنے گھروں میں اپنے بھائیوں کو جگہ دیتے ہیں نیز دوسری ہر قسم کی مدد ان کی کرتے ہیں ایک جان ہوتے ہیں تو اس آیت میں بیان کردہ حقیقی مومن کی علامات میں سے کچھ علامتیں تو وہ ہیں جو زیادہ تر اس کے نفس سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور بعض وہ ہیں جو زیادہ تر اس کے معاشرہ سے اور اجتماعی زندگی سے تعلق رکھتی ہیں گو ہر علامت میں ہر دو پہلو پائے جاتے ہیں۔ لیکن بعض میں بعض پہلو نمایاں ہیں۔ بعض میں دوسرے پہلو نمایاں ہیں۔

"ایمان" اور "ہجرت" اور "جہاد"

کا تعلق اس فرد واحد سے ہے جو ایمان لایا اور جس نے ہجرت کی۔ اور جہاد کا حق ادا کیا۔ اور اٰوَوْا وَنَصَرُوْا میں اجتماعی معاشرہ کی طرف یعنی اسلامی معاشرہ جس چیز کا مطالبہ ایک مومن سے کرتا ہے اس کی طرف اشارہ ہے اور ہر قسم کی مدد کرتے ہیں۔ یہاں تک اپنے گھر سے بھی نکلنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ یہ بھی بڑی قربانی ہے۔

یہ تو ٹھیک ہے اپنے مکان کا ایک حصہ دینے میں بظاہر کچھ دکھ اٹھاتا ہے۔ لیکن یہ بھی تو ٹھیک ہے کہ اس کے بدلہ میں جو چیز اللہ تعالیٰ ہمیں دیتا ہے وہ اس دکھ کے مقابلہ میں بہت ہی زیادہ ہے تو اتنی تھوڑی سی تکلیف اٹھا کے تھوڑی سی مدد کر کے اپنے بھائی کی اگر ہم اللہ تعالیٰ کا پیار اور اس کی بشارت حاصل کر لیں۔ تو یہ کوئی مہنگا سودا نہیں بڑا ہی سستا سودا ہے۔ پس اس نیکی کی طرف توجہ کریں۔ اللہ تعالیٰ ہر رنگ میں آپ کا ممد اور معاون اور مددگار اور ناصر ہو۔ اور اپنے فضلوں اور رحمتوں سے ہمیشہ آپ کو نوازتا رہا ہے اور اس مبارک اجتماع پہ

اللہ تعالیٰ کی بے حد اور بے شمار برکتیں

نازل ہوں۔ اور ان بے حد اور بے شمار برکتوں میں ہم بخوبی دیکھیں ہیں اور ہمارے وہ بھائی جو باہر سے آئیں برابر کے شریک ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کی محبت، اور اس کے پیار سے اور اس کی رحمت اور برکت سے اپنی جھولیاں بھر لیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں

حقیقی مومن بنائے

حقیقی احمدی بنائے۔

بقیہ

نقریر جلسہ سالانہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق فاضلہ

از مکرم مولوی عبد الحق صاحب فضل انچارج مبلغ مدھیہ پردیش

(۱)

تَبَارَكَ الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَجَعَلَ فِيهَا سِرَاجًا وَقَمَرًا مُنِيرًا (الفرقان)

اللہ تعالیٰ نے جس طرح ظاہری عالم میں شمس و قمر اور بارہ بروج بنائے ہیں۔ اسی طرح روحانی عالم میں بھی ایک سراج منیر اور ایک قمر منیر اور بارہ بروج بنائے ہیں یعنی سید نا و شفیعنا حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم اس عالم روحانی کے سراج منیر ہیں۔ اور بارہ مجددین جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صدی کے بعد بارہ صدیوں میں ظاہر ہوئے وہ بارہ برجوں کی مانند ہیں۔ اور چودھویں صدی کے مجدد حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام اس کے قمر منیر ہیں۔ اور عالم ظاہر میں جو اہمیت و عظمت شمس و قمر کو حاصل ہے وہی اہمیت و عظمت اور جلالت شان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے متبع کامل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عالم روحانی میں حاصل ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:۔

لَنْ تَهْلِكَ أُمَّةٌ أَنَا فِي أَوَّلِهَا وَالْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ فِي آخِرِهَا (ابن ماجہ، الدیلمی، سیوطی جلد ۲ صفحہ ۱۰۲)

یعنی وہ امت ہرگز ہلاک نہیں ہو سکتی ہے جس کے اول میں میں ہوں اور مسیح موعود جس کے آخر میں ہوگا۔

گویا دو مبارک وجود امت محمدیہ کے لئے دو محفوظ قلعوں کی طرح ہیں۔ اور انہی دو وجودوں سے اسلام کی حفاظت اور اس کی عالمگیر ترقی وابستہ ہے۔ اور غور سے دیکھا جائے تو جب سے بنی نوع انسان مختلف اقطار میں پھیلی ہے اس وقت سے لے کر اس وقت تک صرف یہی دو مبارک وجود ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے خاص قوم یا خاص ملک کے لئے مبعوث نہیں فرمایا۔ بلکہ بلا امتیاز تمام عالم اور تمام بنی نوع انسان کے لئے مبعوث فرمایا ہے۔ خواہ وہ مشرقی ہوں یا مغربی جنوبی ہوں یا شمالی۔

اور پھر جس طرح چاند سورج سے ہی اکتساب نور کر کے دنیا کو منور کرتا ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی جو کچھ پایا ہے وہ روحانی دنیا کے سورج محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ہی پایا ہے۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اخلاق درحقیقت اخلاق محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کا ظل اور مثنیٰ ہی ہیں۔

آریہ اخبار | آریوں کے ایک اخبار "اندر" نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے موقعہ پر لکھا کہ:۔

"اگر ہم غلطی نہیں کرتے تو مرزا صاحب اپنی ایک صفت میں محمد صاحب (صلعم) سے بہت مشابہت رکھتے تھے۔ اور وہ صفت ان کا استقلال تھا۔ خواہ وہ کسی مقصود کے ہوں اور ہم خوش ہیں کہ وہ آخر دم تک اس پر ڈٹے رہے اور ہزاروں مخالفتوں کے باوجود ذرہ بھی لغزش نہیں کھائی"

ایسے ہی ... اور ...
یہ تحریر تو ... [illegible]

یہ ازل سے اندرونی طور پر پیش کی گئی ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ آپ ہر خلق میں رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع فرماتے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک شعر ہے ؎

المساجد مکانی والصالحون اخوانی
وذکر اللہ مالی وخلق اللہ عیالی

میرا مکان مسجد ہی ہے اور صالح لوگ میرے بھائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر میرا مال و دولت ہے۔ اس کی مخلوق میرا کنبہ ہے۔

حضور کی حیات طیبہ کا مطالعہ کرنے سے یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ حضور کی ساری زندگی اس شعر کی مکمل تفسیر تھی۔

محبت الٰہی

حضور کے اخلاق فاضلہ میں سب سے اولیت اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کی کامل محبت کو حاصل ہے۔ محبت الٰہی وہ چیز ہے جو خالق و مخلوق کے باہمی رشتہ کا مضبوط ترین پیوند اور فطرت انسانی کا جزو اعظم ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں اس روحانی پیوند کا حسن عجیب و غریب میں آشکار ہوا۔ اس کا نقشہ ایک صاحب دل انسان میں وجد کی سی کیفیت پیدا کر دیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جوانی کا زمانہ تھا جبکہ انسان کے دل میں دنیوی ترقی اور مادی آرام و آسائش کی خواہش اپنے پورے کمال پر ہوتی ہے۔ اور حضور کے بڑے بھائی صاحب ایک معزز عہدہ پر فائز ہو چکے تھے۔ اور یہ بات بھی چھوٹے بھائی کے دل میں ایک گونہ رشک یا کم از کم تقلید کا رجحان پیدا کر دیتی ہے۔ ایسے وقت میں حضرت مسیح موعودؑ کے والد صاحب نے علاقہ کے سکھ زمیندار کے ذریعہ جو حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب سے ملنے آیا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کہلا بھیجا کہ آج کل ایک بڑا افسر برسر اقتدار ہے جس کے ساتھ میرے خاص تعلقات ہیں۔ اس لئے اگر تمہیں نوکری کی خواہش ہو تو میں اس افسر کو کہہ کر تمہیں اچھی ملازمت دلا سکتا ہوں۔ یہ سکھ دوست حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور حضور کے والد صاحب کا پیغام سنا کر تحریک کی کہ یہ ایک بہت عمدہ موقعہ ہے اسے ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہیئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے جواب میں بلا توقف فرمایا۔ حضرت والد صاحب سے عرض کرو کہ میں ان کی محبت و شفقت کا ممنون ہوں مگر۔

"میری نوکری کی فکر نہ کریں میں نے جہاں نوکر ہونا تھا ہو چکا ہوں"۔ (سیرت المہدی جلد اول)

یہ سکھ زمیندار حضور کے والد صاحب کے پاس حیران و پریشان ہو کر واپس آئے اور عرض کیا کہ آپ کے بیٹے نے تو یہ جواب دیا ہے کہ

"میں نے جہاں نوکر ہونا تھا ہو چکا ہوں"

شاید وہ سکھ دوست حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس جواب کو اچھی طرح سمجھا بھی نہ ہوگا لیکن حضور کے والد صاحب کی طبیعت بڑی نکتہ شناس تھی کچھ دیر خاموش رہ کر فرمانے لگے کہ "اچھا غلام احمد نے یہ کہا ہے کہ میں نوکر ہو چکا ہوں! تو پھر خیر ہے۔ اللہ اسے ضائع نہیں کرے گا" اور اس کے بعد کبھی کبھی حسرت سے فرمایا کرتے تھے کہ "سچا رستہ تو یہی ہے جو غلام احمد نے اختیار کیا ہے ہم تو دنیاداری میں الجھ کر اپنی عمریں ضائع کر رہے ہیں۔ اس کے باوجود وہ شفقت پدری اور دنیا کے ظاہری حالات کے ماتحت اکثر فکرمند رہتے تھے کہ میرے بعد اس بچہ کا کیا ہوگا۔ اور لوازمہ بشری کے ماتحت حضرت مسیح موعودؑ کو بھی والد کے قریب وفات کے خیال سے کسی قدر فکر ہوا۔ لیکن اسلام کا خدا بڑا وفادار اور بڑا قدر شناس آقا ہے چنانچہ قبل اس کے کہ حضور کے والد صاحب آنکھیں بند ہوں خدا نے اپنے اس قدر شناس کو جس نے اپنی جوانی میں اس کا دامن پکڑا تھا اس عظیم الشان الہام کے ذریعہ تسلی دی۔ کہ

الیس اللہ بکاف عبدہ

یعنی اے میرے بندے تو کس فکر میں ہے؟ کیا خدا اپنے بندے کے لئے کافی نہیں؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اکثر فرمایا کرتے تھے علاوہ ازیں اوقات قسم کھا کر بیان فرماتے تھے کہ یہ الہام اس شان اور ... جلال کے ساتھ نازل ہوا کہ میرے دل کی گہرائیوں میں ایک فولادی میخ کی طرح پیوست ہو کر بیٹھ گیا اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے جس رنگ میں میری کفالت فرمائی کہ کوئی باپ یا کوئی رشتہ دار یا کوئی دوست کیا کر سکتا تھا؟ اور فرمایا کرتے تھے کہ اس کے بعد مجھ پر خدا کے وہ متواتر احسان ہوئے کہ ناممکن ہے کہ میں ان کا شمار کر سکوں (کتاب البریہ)

ایک مقام پر حضور فرماتے ہیں:-

تجھے دنیا میں ہے کس نے پکارا
کہ پھر خالی گیا قسمت کا مارا
تو پھر ہے کس قدر اس کو سہارا
کہ جس کا تو ہی ہے سب سے پیارا

فرمایا:-

"میں ان نشانوں کو شمار نہیں کر سکتا جو مجھے معلوم ہیں۔ مگر دنیا انہیں نہیں دیکھتی' لیکن اے میرے خدا میں تجھے پہچانتا ہوں کہ تو ہی میرا خدا ہے۔ اور میری روح تیرے نام سے ایسی اچھلتی ہے جیسے کہ ایک شیرخوار بچہ ماں کے دیکھنے سے اچھلتا ہے۔ لیکن اکثر لوگوں نے مجھے نہیں پہچانا اور قبول نہ کیا"۔ (تریاق القلوب)

"دیکھ میری روح نہایت توکل کے ساتھ تیری طرف ایسی پرواز کر رہی ہے جیسا کہ ایک پرندہ اپنے آشیانہ کی طرف آتا ہے۔ سو میں تیری قدرت کے نشان کا خواہشمند ہوں لیکن نہ اپنے لئے اور نہ اپنی ذات کے لئے بلکہ اس لئے کہ لوگ تجھے پہچانیں اور تیری پاک راہوں کو اختیار کریں"۔

قرآن کریم سے محبت

قرآن مجید سے حضرت مسیح پاک علیہ السلام کو اس کے بے نظیر معنوی اور ظاہری محاسن کی وجہ سے بے حد عشق تھا مگر باوجود اس کے قرآنی محبت کی اصل بنیاد بھی اللہ تعالیٰ ہی کی محبت پر قائم تھی۔ حضور فرماتے ہیں ؎

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

حضرت مسیح پاک علیہ السلام بڑے انہماک کے ساتھ قرآن کریم کا بکثرت مطالعہ فرمایا کرتے تھے۔

ایک روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح پاک علیہ السلام پالکی میں بیٹھ کر قادیان سے بٹالہ تشریف لے جا رہے تھے (اور یہ سفر پالکی کے ذریعہ قریباً پانچ گھنٹہ کا تھا) حضور نے قادیان سے نکلتے ہی اپنی حمائل شریف کھول لی اور سورہ فاتحہ کو پڑھنا شروع کیا۔ اور برابر پانچ گھنٹہ تک اسی سورۃ کو اس استغراق کے ساتھ پڑھتے رہے کہ گویا وہ ایک وسیع سمندر ہے جس کی گہرائیوں میں آپ اپنے ازلی محبوب کی محبت و رحمت کے موتیوں کی تلاش میں غوطے لگا رہے ہیں۔ (سیرت المہدی حصہ دوم ص ۱۰۹)

عشق رسول

محبت الٰہی کے بعد دوسرے نمبر پہ عشق رسول کا سوال آتا ہے۔ سو اس میدان میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقام عدیم المثال تھا آپ اپنے شعر میں فرماتے ہیں ؎

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

یعنی میں خدا کے بعد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں مخمور ہوں اگر میرا یہ عشق کسی کی نظر میں کفر ہے تو خدا کی قسم میں ایک سخت کافر انسان ہوں۔

صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ایک خطبہ بیان میں فرماتے ہیں کہ:-

"میں اس آسمانی آقا کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ میرے دیکھنے میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذکر پر بلکہ محض نام لینے پر بھی حضرت مسیح موعودؑ کی آنکھوں میں آنسوؤں کی جھلک نہ آ گئی ہو۔ آپ کے دل و دماغ بلکہ سارے جسم کا رواں رواں اپنے آقا حضرت سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق سے معمور تھا"۔

حضرت سید زارت حسین صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام آف اوڑیسہ نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ خواجہ کمال الدین صاحب لاہور سے قادیان آئے ہوئے تھے ان کے ساتھ ایک اور دوست تھے جنہیں حضرت اقدس کی تحریک پر خواجہ صاحب نے لاہور میں دودھ کی دکان کروا دی تھی۔ حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے میں بھی اس وقت موجود تھا۔ حضور نے خواجہ صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کی دکان کیسی چل رہی ہے۔ خواجہ صاحب نے عرض کیا کہ دکان تو اچھی چل نکلی تھی لیکن ہوتا یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی حضور کی مخالفت میں کوئی چھوٹی سی بات بھی کہہ دیتا ہے تو یہ اس کو مارنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ اور اس طرح دکان پر ایک شور برپا رہتا ہے حضور نے یہ سن کر فرمایا کہ ایسا نہیں کرنا چاہیئے ہماری تعلیم تو نرمی اور صبر کی ہے۔ وہ دوست زیادہ پڑھے لکھے نہیں تھے اور بعض اوقات غصہ میں آپے تو انکو سمجھتے تھے وہ سنتے ہی تلملا کر بولے واہ صاحب واہ ربانی صاحب پر کالم ہلا کیجیے،

اور حقیقی توحید جو ہر ایک قسم کے شرک کی آمیزش سے خالی ہے جو اب نابود ہو چکی ہے وہ دوبارہ قوم میں دائمی پودا لگائے گا۔ اور یہ سب کچھ میری قوت سے نہیں ہوگا بلکہ اُس خدا کی طاقت سے ہوگا جو آسمان اور زمین کا خدا ہے۔"

(لیکچر سیالکوٹ)

نیز فرمایا کہ

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں۔ کیا یورپ اور کیا ایشیا۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں۔ توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی مقصد ہے جس کے لئے میں دُنیا میں بھیجا گیا۔" (الوصیت)

نیز فرمایا ہے

"چونکہ میرا قدم [illegible] قدم مسیح واقع [illegible] مقصد [illegible] ابن مریم نام [illegible] پھر چونکہ مجھے مسیحی قوم کی اصلاح کے لئے تمام تر مامور کیا گیا ہے۔ اسلئے اسی مصلحت سے میرا نام بھی ابن مریم رکھا گیا ہے۔"

عیسائیت کی بنیاد اس امر پر ہے کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے گنہگاروں کے گناہوں کی خاطر صلیب پر جان دے دی۔ اور وہ ان کے لئے کفارہ ہو گئے۔ پھر زندہ ہو کر آسمان پر چلے گئے۔ اور اس زمانہ میں واپس آئیں گے۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے دلائل ساطعہ اور براہین قاطعہ سے ثابت کر دیا کہ حضرت مسیح ابن مریم صلیب پر چڑھائے ضرور گئے۔ مگر وہ اس پر فوت نہ ہوئے۔ بلکہ بیہوشی کے عالم میں اُتار لئے گئے۔ اور پھر ہجرت کر کے کشمیر پہنچے۔ اور ۱۲۰ سال کی عمر میں وفات پا کر وہیں مدفون ہوئے۔ نہ وہ آسمان پر زندہ گئے۔ اور نہ وہاں زندہ بیٹھے ہوئے ہیں نہ دوبارہ دُنیا میں آئیں گے اور یہی وہ کسر صلیب تھی جو آپ نے کی۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:-

"تمہیں کچھ بھی ضرورت نہیں کہ دوسرے لمبے لمبے جھگڑوں میں اپنے اوقات عزیز کو ضائع کرو۔ صرف مسیح ابن مریم کی وفات پر زور دو۔ اور پُر زور دلائل سے عیسائیوں کو لاجواب اور ساکت کرو۔ جب تم مسیح کا مُردوں میں ہونا ثابت کرو گے۔ اور عیسائیوں کے دلوں میں نقش کر دو گے۔ تو اُس دن تم سمجھ لو کہ عیسائی مذہب دُنیا سے رخصت ہوا۔ یقیناً سمجھو کہ جب تک ان کا خدا فوت نہ ہو ان کا مذہب بھی فوت نہیں ہو سکتا۔ اور دوسری بحثیں اُن کے ساتھ عبث ہیں ان کے مذہب کا ایک ہی ستون ہے اور وہ یہ ہے کہ اب تک مسیح ابن مریم آسمان پر زندہ بیٹھا ہے اس ستون کو پاش پاش کرو۔ پھر نظر اُٹھا کر دیکھو کہ عیسائی مذہب دُنیا میں کہاں ہے۔ چونکہ خدا تعالیٰ بھی چاہتا ہے کہ اس ستون کو ریزہ ریزہ کرے اور یورپ اور ایشیا میں توحید کی ہوا چلا دے۔ اس لئے اس نے مجھے بھیجا۔ اور میرے پر اپنے خاص الہام سے ظاہر کیا۔ کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۲۲۳)

نیز تحدیانہ انداز میں پیشگوئی فرمائی کہ

"یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اُترے گا۔ ہمارے سب مخالف جو اب زندہ ہیں۔ وہ تمام مریں گے۔ اور کوئی ان میں سے عیسیٰ ابن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر اُن کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور اُن میں سے بھی کوئی عیسیٰ ابن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی۔ اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا اُن کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گزر گیا اور دُنیا دوسرے رنگ میں آ گئی۔ مگر مریم کا بیٹا عیسیٰ اب تک آسمان سے نہ اُترا۔ تب دانشمند یکدفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے۔ اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰ کا انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نا امید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑیں گے اور دُنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا۔ اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا۔ اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔"

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۴-۶۵)

اس نظریہ "وفات مسیح" کے اعلان کا کیا شاندار اثر ہوا۔ اور کس رنگ میں کسر صلیب ہوئی؟ اس کا اعتراف غیروں کی زبانی سنیئے۔ نور محمد صاحب نقشبندی چشتی اپنے شائع کردہ ترجمہ والے قرآن مجید کے دیباچہ میں انیسویں صدی کے آخر کی مذہبی دُنیا کا نقشہ کھینچتے ہوئے رقمطراز ہیں:-

"اسی زمانہ میں پادری لیفرائے پادریوں کی ایک بہت بڑی جماعت لیکر اور حلف اُٹھا کر ولایت سے چلا کہ تھوڑے عرصہ میں تمام ہندوستان کو عیسائی بنا لوں گا۔ ولایت کے انگریزوں سے روپیہ کی بہت بڑی مدد اور آئندہ کی مدد کے مسلسل وعدوں کا اقرار لے کر ہندوستان میں داخل ہو کر بڑا تلاطم برپا کیا۔ اسلام کی سیرت و احکام پر اس کا حملہ ہوا تو وہ ناکام ثابت ہوا۔ ...... مگر حضرت عیسیٰ کے آسمان پر بجسم خاکی زندہ موجود ہونے اور دوسرے انبیاء کے زمین میں مدفون ہونے کا حملہ عوام کے لئے اس کے خیال میں کارگر ہوا۔ تب مولوی غلام احمد قادیانی کھڑے ہوئے۔ اور لیفرائے اور اس کی جماعت سے کہا کہ عیسیٰ جس کا تم نام لیتے ہو۔ دوسرے انسانوں کی طرح فوت ہو کر دفن ہو چکے ہیں۔ اور جس عیسیٰ کے آنے کی خبر ہے۔ وہ میں ہوں۔ پس اگر تم سعادتمند ہو۔ تو مجھ کو قبول کر لو۔ اس ترکیب سے اس نے لیفرائے کو اس قدر تنگ کیا۔ کہ اس کو اپنا پیچھا چھڑانا مشکل ہو گیا۔ اور اس ترکیب سے اس نے ہندوستان سے لے کر ولایت تک کے پادریوں کو شکست دے دی۔"

(قرآن مجید مترجم مطبوعہ دارالاشاعت اسلامیہ کلکتہ مقدمہ صفحہ ۳۰)

زندہ مذہب

اب میں قدرے تفصیل کے ساتھ اس امر کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کس طرح اس پُر آشوب زمانہ میں زندہ مذہب اسلام کی حقانیت کو دُنیا کے سامنے پیش کیا۔ جو محض آپ ہی کا طُرّۂ امتیاز ہے۔ آپ کی بعثت کی غرض الہام الٰہی میں یحیی الدین ویقیم الشریعۃ بیان کی گئی تھی کہ آپ دین اسلام کو از سر نو زندہ کریں گے اور شریعت اسلامیہ کو پھر سے دُنیا میں قائم کریں گے۔ آپ نے آکر مذہبی دُنیا میں ایک عظیم الشان انقلاب پیدا کیا۔ اور اسلام کی برتری و فضیلت کو روشن دلائل اور تازہ بتازہ نشانات سے ثابت فرمایا اور اعلان کیا کہ مذہب اسلام ہی ایک زندہ مذہب ہے۔ جس کا خدا زندہ۔ رسول زندہ اور کتاب زندہ ہے۔ ان ہی تین باتوں پر کسی مذہب کی زندگی کا مدار ہے۔ حضور فرماتے ہیں ؎

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے
کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے
یہ ثمر باغِ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے
ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا
نور ہے نور اُٹھو دیکھو سنایا ہم نے
آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طورِ تسلی کا بتایا ہم نے

(باقی)

بقیہ صفحہ اوّل

آپ اپنی تقریر کے دوران نہایت والہانہ انداز میں اسلام کی خوبیوں کا ذکر کرتے ہوئے اسلامی تعلیمات کا گہرا مطالعہ کرنے پر زور دیتے رہے آپ کی تقریر نہایت سلیس اور شستہ انگریزی زبان میں سوا گھنٹہ تک ہوتی رہی اور اس انداز میں تقریر کرتے رہے کہ گویا ایک مسلم سکولر اسلام کی خوبیاں بیان کر رہا ہے۔

آپ کی تقریر کے بعد ہم دونوں یعنی خاکسار اور مکرم نوجوان صاحب سوامی جی کے پاس گئے اور اسلام اور احمدیت کے متعلق چند ضروری کتابیں پیش کیں۔ انہوں نے نہایت خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میں احمدیہ مومنٹ سے بخوبی واقف ہوں۔ اُس وقت تھیوسوفیکل سوسائیٹی کے پریزیڈنٹ نے بھی خواہش کی کہ سوسائیٹی کی لائبریری کے لئے بھی کتابوں کا سیٹ دیدیا جائے۔ اس کے بعد سوسائیٹی کے عہدیداروں سے بھی جماعت احمدیہ کے تعارف میں تھوڑی دیر گفتگو ہوتی رہی۔ خدا کرے کہ انہیں اسلامی تعلیمات کو قبول کرنے کی بھی توفیق ملے۔ آمین۔

بھدرواہ (کشمیر) میں جماعت احمدیہ کے تین روزہ کامیاب جلسے

(اور)

پیغام صلح لاہور کے نامہ نگار کی کذب بیانیاں

اسی موسم گرما میں جماعت احمدیہ کے پانچ مبلغین نے وادی کشمیر میں دو ماہ قیام کر کے بڑے ہی پُرامن ماحول میں وہاں کے لوگوں کو اسلام و احمدیت کی تعلیم سے آگاہ کیا۔ مبلغین کرام کا یہ تبلیغی و تربیتی دورہ نہایت درجہ کامیاب رہا۔ بھدرواہ سے واپسی پر چند روز کے لئے مبلغین کرام بھدرواہ بھی تشریف لے گئے۔ جہاں بتاریخ ۶، ۷، ۸ اکتوبر تین روزہ نہایت کامیاب جلسے منعقد ہوئے ان جلسوں کی تفصیلی رپورٹ اخبار بدر میں شائع ہو چکی ہے۔ اس علاقہ میں جماعت احمدیہ قادیان کی شاندار کامیابی کو دیکھ کر اہل پیغام آتش حسد میں جل رہے ہیں۔ اول تو کجارت کے طول و عرض میں اس ٹولے کا جو عبرتناک انجام ہوا ہے وہ سب پر عیاں ہے۔ دوسرے جن مقامات میں ان کا اکا دکا فرد موجود ہے ان میں بھدرواہ بھی ایک مقام ہے۔ اس جگہ کے نام نہاد جنرل سیکرٹری نے ایک رپورٹ پیغام صلح میں شائع کرائی ہے۔ جو جماعت کے مذکورہ جلسوں کے بارہ میں ہے اس رپورٹ میں جی بھر کر کذب بیانی سے کام لیا ہے۔ ذیل کے مقالہ میں اسی رپورٹ کا معقول طور پر جائزہ لیا گیا ہے امید ہے کہ یہ مقالہ حق پسند طبقہ میں دلچسپی کے ساتھ پڑھا جائے گا ——— (ایڈیٹر)

بھدرواہ میں جماعت احمدیہ قادیان کے مبلغین کے جس قدر لیکچر اور تقاریر مقبول ہوئے وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ اور ان تین دنوں کی کامیابی کی مقبولیت کا یہ حال تھا کہ نہ صرف شہر کی پبلک بلکہ ہمارے جلسہ میں گورنمنٹ کے افسران اعلیٰ فوجی افسر اور سرکاری ملازمین بھی کثرت سے موجود تھے۔ ہندوؤں مسلمانوں اور سکھوں نے جائے قیام پر آ کر لیکچروں کی کامیابی کی مبارکباد دی اور گھر پر آ کر لٹریچر خریدتے اور ساتھ لے جاتے رہے۔ اور یہ سلسلہ صبح سے رات کے بارہ بجے تک رہتا۔

تقسیم لٹریچر کی تو اس قدر مانگ تھی کہ پبلک نے سٹیج پر ہجوم کر دیا۔ اور اس ہجوم کو بڑی مشکل سے کنٹرول کیا گیا۔ ہمارے پاس جس قدر لٹریچر تھا وہ ختم ہو گیا۔ پھر بھی لوگوں کی پیاس نہ بجھی۔ الحمدللہ کہ اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ نے ہمارا لٹریچر ہاتھوں ہاتھ لیا۔ اس کے برعکس بھدرواہ میں پیغامیوں کے نام نہاد جنرل سیکرٹری نے ان جلسوں کے متعلق کذب بیانی اور صریح طور پر حق پوشی سے کام لیتے ہوئے پیغام صلح میں رپورٹ دی کہ:۔

"باقی رہا یہ کہ اس کے علاوہ قادیانی مبلغین کی اس دھائی نے (یہ پانچ مبلغ تھے جو لئے کے) احمدیت کے لئے کیا کام کیا اس کا بھی تھوڑا سا حال بیان کرنا مناسب ہے کہ کس طرح خدا تعالیٰ نے کام کی قوت ان سے چھین لی ہے۔ ان مبلغین نے غیر مسلموں غیر احمدیوں وغیرہ کی تمام ذرائع سے ہر ممکن چاپلوسی کی پہلے دو دن کے جلسوں میں احمدیت یا مسیح موعود کا نام بھی نہ لیا۔ جب ہمارا جلسہ ہوا ہم نے صداقت احمدیت پر لٹریچر تقسیم کیا اور تقاریر کیں تو ان کو بھی غیرت ہوئی۔ چنانچہ انہوں نے بھی مبہم طریقہ سے مسیح موعود کو بحیثیت امام مہدی مجدد بھی پیش کیا۔ الحمدللہ

یہ خدا کا فضل ہے کہ ان کو نبی پیش کرنے کی جرأت نہ ہو سکی البتہ ان کا ایک مضحکہ خیز شو قابل ذکر سمجھتا ہوں وہ یہ کہ ان مولوی صاحبان کے ساتھ ایک مولوی جی کو افریقہ کا مبلغ بیان کیا گیا۔ اور ڈاکٹر محمد ابراہیم ان کا نام بتلایا گیا۔ ان کو بار بار سٹیج پر لاتے رہے۔ ان سے لوگنڈی زبان میں اور انگریزی زبان میں باتیں اور تقاریر کراتے رہے مگر یہاں کے بے چارے لوگ انگریزی یوگنڈوی زبانیں نہ جاننے والے لوگوں کی سمجھ نہ آیا کہ مولوی صاحب کیا کہہ رہے ہیں۔ یہ بھی سمجھ نہ آئی کہ اس سے کیا فائدہ تھا۔ البتہ نمائش اور نائٹ ڈرامہ تھا۔ اس کام پر بھی گھنٹوں صرف کئے گئے۔ ہر شخص یہ کہتا تھا کہ یہ صرف نمائش اور دکھاوا ہے"۔

(پیغام صلح ۸ نومبر ۱۹۶۷ء)

یہ رپورٹ جھوٹ۔ کذب بیانی اور افتراء کا ایسا مرقع ہے۔ کہ ؎

خامہ انگشت بدنداں کہ اسے کیا لکھیے
ناطقہ سر بگریباں کہ اسے کیا کہیے

قادیان کے احمدی مبلغین کی جو اچھی باتیں اور حسن عمل تھا وہ تو ان جنرل سیکرٹری صاحب کو نظر نہیں آئی۔ اور آفتاب نصف النہار کی تکذیب کرتے ہوئے ان سب واضح حقائق سے صرف نظر کرتے ہوئے اپنی طرف سے بے ثبوت باتیں بیان کرنے کی جرأت کی ہے ؎

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

کس قدر تعجب کا مقام ہے کہ ایک طرف تو رپورٹر صاحب احمدی مبلغین کے متعلق "دھائی" دینے کا اقرار کرتے ہیں اور دوسری طرف فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے کام کی قوت ان سے چھین لی ہے۔ معلوم ہوتا ہے موصوف [illegible] مبلغین کے کام سے نہایت درجہ بوکھلا گئے ہیں۔ اور اس بوکھلاہٹ ہی میں ایک طرف تو آپ فرماتے ہیں کہ تین دن جلسہ ہوتا رہا۔ یعنی کے مبلغ دھائی دیتے رہے۔ اور پھر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کام کی قوت ان سے چھین لی۔ جب تین دن بھدرواہ میں جلسے ہوتے رہے۔ ان جلسوں میں ہندو سکھ عیسائی احمدی مسلمان اور غیر از جماعت مسلمان موجود تھے جن کے سامنے احمدیت کی دھائی کا اعلان کیا جا رہا تھا۔ درنہ "دھائی" کے معنے ہی کچھ نہیں۔ کیا احمدیت کے لئے اس قسم کی دھائی تین دن پبلک جلسے آپ لوگوں نے کبھی تاریخ بھدرواہ میں کئے۔ اور گورنمنٹ افسران ملٹری پولیس۔ کالجوں اور سکولوں کے طلباء پر مشتمل اس قدر کثیر پبلک نے آپ کے جلسوں میں دلچسپی لی؟

۲۔ اسی طرح پیغام صلح کے رپورٹر کی یہ بات بھی نہایت درجہ مضحکہ خیز ہے کہ "احمدی مبلغین نے غیر مسلموں، غیر احمدیوں کی چاپلوسی کی۔ پہلے دو دن جلسوں میں احمدیت یا مسیح موعود کا نام بھی نہ لیا۔ اور مسیح موعود کو بحیثیت امام مہدی و مجدد بھی پیش کیا نبی پیش کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔"

جلسوں کی مفصل رپورٹ بدر میں شائع ہو چکی ہے۔ ہمارے مبلغین کو چاپلوسی کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اُن کے پاس صداقت ہے۔ بات کرنے کا ڈھنگ جانتے ہیں۔ ان کی باتیں سامعین کو متاثر کرتی ہیں۔ سچائی کو پیش کرتے ہیں نہ وہ کبھی خوفزدہ ہوئے ہیں اور نہ کبھی حق پوشی سے کام لیا ہے۔ کیا یہ چاپلوسی ہے کہ ہندوؤں سکھوں اور غیر احمدیوں کو برسر سٹیج اسلام کی دعوت دی گئی۔ اور انہیں کہا گیا کہ اسلام اور احمدیت کے جھنڈے تلے آ جاؤ۔ اگر یہ چاپلوسی ہے تو یہ ہمیں صد مبارک۔ خدا تعالیٰ آپ کو بھی ایسی چاپلوسی کی توفیق دے اور جھوٹ بولنے اور کذب بیانی کی گندی عادت کو چھوڑ دینے کی توفیق دے۔

اگر بقول رپورٹر کے ہمارے مبلغین نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو صرف امام مہدی اور مجدد کے طور پر پیش کیا تھا اور حضور کو نبی کے طور پر پیش کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ تو آپ چیخ و پکار کیوں کرتے ہیں۔ آپ کو تو ان کا مشکور ہو جانا چاہیئے تھا کہ آپ کے نظریات کے خلاف کوئی بات نہ ہوئی۔ آپ کا شور [illegible] اس امر کی واضح دلیل ہے کہ حقیقت [illegible] اور ہی ہے جسے رپورٹر صاحب چھپا رہا ہے۔ اصل بات یہی ہے کہ ہمارے مبلغین نے پبلک میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت ڈنکے کی چوٹ پیش کی اور حضور کی اس حیثیت کو کسی صورت میں بھی مبہم نہیں رہنے دیا۔

بات بالکل سیدھی ہے کہ اگر حضور علیہ السلام کی صرف مجددیت اور مہدویت ہی پیش کی جاتی تو آپ بار بار مجددیت سٹیج کی طرف سوالات نہ بھیجتے اور غیر از جماعت

افراد کو اپنے ساتھ ملا کر ہمارے سٹیج پر پتھراؤ کی سکیم نہ بناتے!!

مضحکہ خیز شو

رپورٹر کی کس قدر سیاہ باطنی ہے کہ افریقہ کے اندر سالہا سال تک کامیاب تبلیغ اسلام کا کام کرنے والے مبلغ کی تقاریر کو مضحکہ خیز شو سے تعبیر کیا گیا ہے حالانکہ جس قسم کا اشتہار ان نام نہاد خود جنرل سیکرٹری کی طرف سے "جلسہ" کی صورت میں کیا گیا تھا فی الحقیقت وہی جلسہ اور اُس کی پبلک مضحکہ خیز شو پیش کر رہا تھا۔ صرف سات نو عمر بچے اس کی پبلک تھے یا پھر جنرل سیکرٹری خدا داد صاحب زبردست مقرر!! فرمایئے مضحکہ شو کس کی طرف سے پیش کیا گیا!

بموجب الاناء یترشح بما فیہ کے مطابق چونکہ اہل پیغام خود کذب بیانی سے کام لینے کے عادی ہیں اس لئے سمجھتے ہیں ساری دنیا ہماری طرح ہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پیغام صلح کے رپورٹر نے افریقہ کے ہمارے مبلغ کے ذکر میں کہا کہ "انہیں افریقہ کا مبلغ بتلایا گیا"

اگر رپورٹر نے جان بوجھ کر جھوٹ کی نجاست پر منہ نہیں مارا تو اس حقیقت کو کیوں چھپا دیا ہے کہ اسی سٹیج پر انکا امر کا واضح ثبوت بھی پیش کیا گیا کہ یہی مبلغ صاحب ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے افریقہ کے تپتے صحراؤں میں اسلام کی تبلیغ کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اور اس کے ثبوت میں اخبارات بھی دکھائے گئے۔ بالخصوص امریکہ کے کثیر الاشاعت رسالہ لائف انٹرنیشنل سے وہ تصاویر بھی پیش کی گئیں جن میں موصوف افریقن حبشیوں کو اسلام کی خوبیاں سمجھا رہے ہیں۔ اور پھر انہیں اسلام میں داخل کر کے سائیکل پر سوار ہو کر دوسری جگہ جاتے ہوئے دکھائے گئے ہیں۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ آپ قادیانی مبلغ ہیں اور قادیان سے ساری دنیا میں مبلغ بھجوائے جاتے ہیں اور سالانہ تیس ہزار میل بائیسکل پر سفر کر کے حبشیوں تک اسلام پہنچاتے ہیں۔ اور مغربی افریقہ کے بعض حصوں میں جہاں ایک افریقن عیسائی ہوتا ہے وہاں دس افریقن مسلمان ہوتے ہیں۔ اور رسالہ وہاں اسلام کالے لوگوں کا مذہب بنتا جا رہا ہے جس میں گوروں کی طرح نسلی نفرت نہیں۔ بلکہ [illegible] مساوات ہے۔ پھر [illegible] ایک اخبار کو پیش کیا گیا جس کے ایک نمائندہ نے جو کہ کیتھولک مشنری تھا کیا ہی حوالہ پیش کیا گیا جس میں اس نے لکھا ہے کہ باوجود کیتھولک مشنریوں کی انتہائی کوشش کے اور روپیہ اور پیسہ ہونے کے اور پھر عیسائی گورنمنٹ ہونے کے احمدیہ مبلغوں کے مقابل عیسائیت فیل ہوتی جا رہی ہے۔ اور احمدیت اس کی جگہ بڑی سرعت سے لے رہی ہے کیونکہ احمدیوں کے پاس وہ دلائل ہیں جن کا عیسائی پادری جواب نہیں دے سکتے۔ یہ آرٹیکل سات نومبر [illegible] Catholic Herald کے نام شائع ہوا۔ اور اس میں باقاعدہ فوٹو دیئے گئے تھے۔ باقی رہا مبلغ صاحب موصوف کا انگریزی میں سواحیلی میں تقریر کرنا۔ یہ کس شریعت میں منع ہے جس صورت میں کہ پبلک میں ایک کافی تعداد انگریزی دانوں کی تھی تو انگریزی میں تقریر کرنا مضحکہ خیز بات کیوں ہوئی ہاں البتہ آپ کے جلسہ میں ایسی تقریر ضرور مضحکہ خیز تھی۔ کیونکہ وہاں آپ کا بھی ایک شخص نہ تھا جو انگریزی جانتا۔ آخر سات نو عمر بچے انگریزی کا سواحیلی کیا جانتے؟ ہاں یوگنڈی میں نہ تو باتیں ہوئیں اور نہ ہی تقاریر یہ صرف چند قرآنی آیات کا سواحیلی اور یوگنڈی میں ترجمہ کیا گیا جن کا محترم الحاج مولانا بشیر احمد صاحب نے پہلے اردو میں ترجمہ سنا دیا تھا۔ ایک طرف تو آپ کہتے ہیں کہ مبلغین سے کام کرنے کی طاقت چھن گئی ہے دوسری طرف ہانگ دہل پکار رہے ہیں کہ ان مبلغین اردو۔ انگریزی۔ یوگنڈی۔ سواحیلی وغیرہ میں قرآن کی آیات کا ترجمہ کرتے رہے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ قادیانی مبلغوں کو اللہ تعالیٰ نے کام کرنے کی قوت عطا کی ہے جو کہ محض خدا تعالیٰ کا خاص فضل ہے جس کا اقرار اللہ تعالیٰ نے آپ کی زبان سے خود ہی کرا دیا۔ اور الفضل ما شهدت به الاعداء۔ اگر اس کو کام کرنے کی طاقت چھن جانا کہتے ہیں تو ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری طاقت کو اور بھی چھین لے اور آپ کو زیادہ سے زیادہ سو فیصدی کی توفیق دے۔ آمین۔

آخر میں پیغام صلح کے رپورٹر سے ہماری درخواست ہے کہ کذب بیانی کو چھوڑ کر احمدیت اور اسلام کی صحیح خدمت میں مصروف ہو جائیں۔ جس طرح آپ کے دوسرے بھائی جو پہلے آپ کے ہم خیال تھے اور اب صحیح عقائد اپنا چکے ہیں۔ آپ ۲

۲۔ ہم خدا تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی کمزوریوں کو دور کرے اور اسلام اور احمدیت کی خدمت کی توفیق عطا کرے۔ آمین

پیغامیت کو ترک کر کے بیعتِ خلافتِ حقّہ احمدیہ کر لینے پر

پیغام صلح لاہور کی تلملاہٹ

از جناب احمد شاہ صاحب ابدالی احمدی سابق غیر مبائع و سابق سیکرٹری تبلیغ انجمن اشاعت اسلام یاڑی پورہ

گزشتہ ماہ میں جماعت احمدیہ قادیان کے مبلغین کرام کا جو وفد علاقہ کشمیر میں وارد ہوا تھا۔ اس وفد کی احسن کارکردگی کے نتیجہ میں مختلف مقامات سے جن کے قریب افراد بیعتِ خلافت سے مشرف ہوئے۔ جن میں چار افراد غیر مبائعین میں سے تھے۔ جیسا کہ قارئین کرام نے بدر اخبار کی رپورٹوں میں پڑھ لیا ہوگا۔ بہرحال غیر احمدیوں نے تو اپنے افراد کے احمدی بننے پر کسی غم و غصہ کا اظہار نہیں کیا۔ البتہ پیغام صلح کے معدہ میں ضعف پیدا ہو گیا۔ اور اُس نے اپنی ۸ نومبر ۱۹۶۷ء کی اشاعت میں کسی عبدالکریم کی رپورٹ سے بایں الفاظ اظہار کیا کہ

"انہوں نے اخبار بدر ۷ ستمبر ۱۹۶۷ء میں یاڑی پورہ کی ہماری جماعت کے کسی ایک فرد کا اپنی جماعت میں شامل ہونا بھی لکھا تھا۔ مگر یہاں پلیٹ فارم سے اعلان کیا کہ چار لاہوری احمدی ہماری جماعت میں (یعنی قادیانی) شامل ہو گئے ہیں وغیرہ اس پر ہم نے نام پوچھے۔ انہوں نے غلط نام بتلا کر راہِ فرار اختیار کرتے ہوئے اپنی شکست کا اعتراف کیا۔"

(پیغام صلح ۸ نومبر ۱۹۶۷ء صفحہ ۹)

اگرچہ بھائی عبدالکریم صاحب کو اپنی عادات کے مطابق [illegible] کے دور افتادہ علاقہ میں چند غیر مبائعین کے بیعتِ خلافت سے مشرف ہونے اور حقیقی معنوں میں سننے پر شک و شبہ کرنا واجب نہیں تھا۔ کیونکہ [illegible] لیکن چونکہ تبلیغ کے ٹھیکیدار ہر مقام کا ثبوت دینے کے عادی ہوتے ہیں لہذا میں ان کی تشفی کے لئے اعلان کرتا ہوں کہ جو وفد محترم الحاج مولوی بشیر احمد صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی زیر نگرانی کشمیر آیا ہوا تھا۔ اُن کی حقیقت آموز تبلیغ کے نتیجہ میں خاکسار راقم سابق سیکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ اشاعت اسلام کشمیر اور میرے علاوہ تین غیر مبائعین دوست۔ عبدالرحمن خان صاحب، نونہ مٹی۔ منیر احمد خان صاحب [illegible] ایبر [illegible]۔ اور یار محمد صاحب سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو کر بیعتِ خلافت سے سرفراز ہوئے ہیں۔ ھٰذا من فضل ربی۔

میں بھائی عبدالکریم صاحب کو بھی مشورہ دیتا ہوں کہ بجائے خواہ مخواہ کے اخباری پروپیگنڈہ کے احمدیت کی اصلیت کی طرف توجہ کریں مجھے یقین ہے کہ اگر آپ خلوص دل کے ساتھ اس طرف توجہ فرمائیں تو انشاء اللہ تعالیٰ ہماری طرح آپ پر بھی خلافت احمدیہ کی حقانیت کا انکشاف ہو جائے گا

والسلام

خاکسار احمد شاہ ابدالی سابق
سیکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ
اشاعتِ اسلام۔ یاڑی پورہ
کشمیر بقلم خود
۲۶/۱۱/۶۷

زکوٰۃ

ادا کر کے اپنے اموال کو پاکیزہ کریں اور آخرت کے مواخذہ سے بچیں۔

صدقۃ الفطر

صدقۃ الفطر دیکھنے میں ایک چھوٹا اور معمولی سا حکم معلوم ہوتا ہے۔ مگر بعض احکام دیکھنے میں معمولی نظر آتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ بڑے اہم اور ضروری ہوتے ہیں ان کا ادا کرنا خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور نہ ادا کرنا خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہو سکتا ہے۔ اس قسم کے اسلامی حکموں سے جو حقوق العباد سے تعلق رکھتے ہیں ایک حکم صدقۃ الفطر کا بھی ہے جو کہ تمام مسلمان مردوں اور عورتوں اور بچوں پر خواہ وہ کسی حیثیت کے ہوں فرض ہے جو شخص اس فرض کو ادا نہ کر سکتا ہو تو اس کی طرف سے اس کے سرپرست یا ورثاء کے لئے ضروری ہے کہ وہ ادا کرے۔ بلکہ معتبر روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ غلام اور نو زائیدہ بچوں پر بھی صدقۃ الفطر فرض ہے۔ اس کی مقدار اسلام نے ہر ذی استطاعت شخص کے لئے ایک صاع (عربی پیمانہ) مقرر کی ہے۔ جو کم و بیش ۲ ½ سیر ہوتا ہے۔ سالم صاع کا ادا کرنا افضل اور اولیٰ ہے۔ البتہ جو شخص سالم صاع ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ نصف صاع بھی ادا کر سکتا ہے۔ چونکہ آجکل صدقۃ الفطر نقدی کی صورت میں ادا کیا جاتا ہے اس لئے جماعتیں غلہ کے مقامی نرخ کے مطابق فطرانہ کی شرح مقرر کر سکتی ہیں۔

صدقۃ الفطر کی ادائیگی عید سے کم از کم پانچ روز پہلے ہو جانی چاہیئے تاکہ بیواؤں اور یتیموں کی اس رقم سے طعام اور لباس کے لئے بروقت امداد کی جا سکے۔

یہ رقم مقامی غرباء اور مساکین پر بھی خرچ کی جا سکتی ہے لیکن جن جماعتوں میں صدقۃ الفطر کے مستحق لوگ نہ ہوں تو ایسی تمام رقوم مرکز میں بھجوا دینی چاہئیں یاد رہے کہ صدقۃ الفطر سے دیگر مقامی ضروریات پر خرچ کرنے کی ہرگز اجازت نہیں۔

قادیان کے اردگرد غلہ کی اوسط قیمت کے مطابق ایک صاع کی قیمت ۲/- روپے بنتی ہے پس یہاں کے لئے فطرانہ کی پوری شرح مبلغ دو روپے مقرر کی گئی ہے۔

عید فنڈ

نیز سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے ہر کمانے والے فرد کے لئے کم از کم ایک روپیہ فی کس کی شرح سے عید فنڈ مقرر ہے۔ اس لئے احباب اس مد میں بھی زیادہ سے زیادہ چندہ ادا کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔ اس مد میں وصول ہونے والی ساری رقم مرکز میں آنی چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل سے جملہ احباب جماعت کو ان ضروری فریضوں کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

آپ سے ایک سوال ؟

✱ — کیا آپ کے پاس اس قدر وقت ہے۔ کہ آپ اپنے اہل عیال کی دینی تربیت کر سکیں ؟

(۱) اگر نہیں تو آپ آج ہی سے بدر کے خریدار بنیئے اور دوسرے احباب کو بھی بنایئے تاکہ آپ اور آپ کے دوست بدر کے ذریعہ اپنے اہل و عیال کو دین کی باتیں سکھلا سکیں۔

(۲) اگر وقت ہے تو دین کی باتیں سکھلانے کے کچھ مواد بھی آپ کو درکار ہوگا۔ اور وہ آپ بدر سے حاصل کر سکتے ہیں پس جہاں پر بدر سے آپ کو بے پناہ فائدہ پہنچ رہا ہوگا وہاں پر بدر کو بھی مالی استحکام آپ پہنچا رہے ہوں گے۔

مینیجر بدر

ایک مرتے ہوئے شخص میں خون دوڑنے لگتا ہے

ایسی نمایاں قربانی کریں جو بے مثال ہو

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تحریک جدید کی طرف متوجہ کرتے ہوئے فرمایا:-

”میں کسی کو ایسا بوجھ اٹھانے کے لئے نہیں کہتا جسے وہ اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ میں صرف یہ کہتا ہوں کہ وہ لوگ جنہوں نے اب تک پورا بوجھ نہیں اٹھایا اور قربانی کو حقیقی مقام تک نہیں پہنچایا وہ اس سال ایسے رنگ میں قربانی کریں جس کی مثال پہلے کسی سال میں نہ مل سکے۔“

چنانچہ حضور رضی اللہ تعالیٰ نے اس سال اپنا چندہ گذشتہ سال کی نسبت قریباً دوگنا کر دیا۔ اور آئندہ سال پھر نمایاں اضافہ فرمایا۔ حضور رض کی یہ قربانی ہر مخلص کے لئے مشعل راہ ہے کہ وہ اشاعت اسلام اور احمدیت کے لئے ایسی قربانیاں کریں جو کہ ارشاد خداوندی لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا مما تحبون کے معیار کے مطابق ہوں۔ جو احباب صرف اپنی طرف سے چندہ دیتے ہیں وہ اپنے مقدس امام کی اقتداء میں اپنے اہل و عیال اور لواحقین کو بھی اس اہم تحریک میں شریک کیا کریں۔ حضور رض نے مزید توجہ دلاتے ہوئے اس تحریک کی اہمیت کو بیان فرمایا:-

”یہ تحریک اتنی اہم تھی کہ اگر ایک مرتے ہوئے باایمان شخص کے کانوں میں پہنچ جاتی تو اس کی رگوں میں بھی خون دوڑنے لگتا اور وہ سمجھتا کہ میرے خدا نے میرے مرنے سے پہلے ایک ایسی تحریک کا آغاز کر کے اور مجھے اس میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرما کر میرے لئے اپنی جنت کو واجب کر دیا ہے۔“

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ اپنے حالیہ سفر یورپ کے حالات تقاریر و خطبات میں بیان کر کے جماعت میں ایک نیا جوش اور ولولہ پیدا فرما رہے ہیں۔ کیونکہ یورپ میں اشاعت اسلام کے لئے فضا بہت سازگار ہے۔ اور اس وجہ سے تحریک جدید کے تعلق میں ہمیں بہت زیادہ قربانیوں کی ضرورت ہے۔ ہمیں کسی قسم کی کوتاہی حضور کی آواز پر لبیک کہنے میں نہیں دکھانی چاہیئے۔ تحریک جدید کے سال کے آغاز پر دو ماہ گذر چکے ہیں۔ ابھی تک بہت سی جماعتوں کے وعدے موصول نہیں ہوئے۔ محترم عہدیداران اور مبلغین کرام خاص طور پر توجہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اپنے فرائض ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

درخواست دعا

مکرم مرزا اظہر بیگ صاحب کشن گنج راجستھان کو اللہ تعالیٰ نے نرینہ اولاد سے نوازا ہے۔ مکرم مرزا صاحب نے اس خوشی میں مبلغ اسی روپے درویش فنڈ اور اکیس روپے اعانت بدر کے لئے بھجوائے ہیں۔ احباب کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو خادم دین، صحت و سلامتی والا اور نیک بخت بنائے۔ (محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان)

تمام ممالک کے احمدیوں کیلئے ایک ضروری اعلان

محترم مولانا ابوالعطاء صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد ربوہ

صدیوں سے نیک دل اور بزرگ مسلمان اپنے اپنے علاقوں میں مساجد تعمیر کرتے آئے ہیں اور تبرک کے طور پر بعض مساجد کے نام انہوں نے مسجد اقصیٰ کے نام پر بھی رکھے ہیں۔ چنانچہ سرنگا پٹم میسور (بھارت) میں ایک پرانی مسجد ہے جو مشہور غیور سلطان فتح علی خاں ٹیپو مرحوم کے مقبرہ کے پاس ہے۔ اس کا نام مسجد اقصیٰ ہے۔ پھر قادیان (بھارت) میں ایک مسجد اقصیٰ موجود ہے۔ پاکستان میں دارالحکومت اسلام آباد میں مسجد اقصیٰ کے نام سے ایک مسجد موجود ہے۔ کراچی میں ناظم آباد میں ایک مسجد اقصیٰ موجود ہے۔ ان چند مساجد کا ہمیں علم ہو سکا ہے۔ مگر غالباً ایسی مساجد ہر ملک میں ہوں گی۔ جن کا نام مسجد اقصیٰ رکھا گیا ہے۔ اس لئے تمام ممالک کے احمدیوں سے درخواست ہے کہ وہ اپنے اپنے علاقوں سے تحقیق کر کے مطلع فرمائیں کہ آیا وہاں پر بھی مسلمانوں نے اس متبرک نام پر اپنی مساجد کے نام رکھے ہیں۔ اس بارے میں پوری معلومات ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔

خاکسار ابوالعطاء جالندھری نائب ناظر اصلاح وارشاد ربوہ

خبریں!

نئی دہلی ۲۵ر دسمبر۔ مرکزی سرکار نے شیخ عبداللہ پر دہلی کے مرکزی علاقہ میں باقی تمام پابندیاں بھی ختم کر دی ہیں۔ تاہم وہ بدستور دہلی سے باہر نہیں جا سکیں گے۔ آج جو احکام جاری کئے گئے ہیں وہ شیخ کی مکمل رہائی کی طرف دوسرا مرحلہ ہیں۔ توقع ہے کہ بھارت سرکار آئندہ ۱۰ دن کے اندر شیخ کو بھارت میں جس میں کشمیر بھی شامل ہے گھومنے پھرنے کی مکمل آزادی دے دیگی۔ پہلے احکام کے مطابق شیخ کو دہلی کے مرکزی علاقہ میں گھومنے پھرنے کی آزادی دے دی گئی تھی۔ صرف انہیں الیکشن نمائندوں سے بات چیت کرنے پبلک جلسوں کو خطاب کرنے اور غیر ملکیوں کو ملنے کی ممانعت تھی۔ یہ پتہ چلا ہے کہ آج جو احکام جاری کئے گئے ہیں شیخ عبداللہ نے انہیں بھی نامنظور کر دیا۔ اور کہا کہ انہیں غیر مشروط طور پر رہا کیا جائے۔ شیخ عبداللہ نے سرکاری حکم قبول کرنے سے انکار کرکے ایسی صورت حال پیدا کر دی جس میں حکام کو اب ان کی غیر مشروط رہائی کے بارے میں کوئی واضح موقف اختیار کرنا ہوگا۔ سرکاری ملقوں نے یہ بتایا کہ ابھی یہ طے نہیں ہوا کہ شیخ کو کب رہا کیا جائے گا۔ انہیں بتدریج رہا کرنا چاہتے ہیں۔ ان کے مطابق شیخ پر دیگر پابندیاں بھی ہٹا لی جائیں گی۔ شیخ کے نامواقفانہ ردعمل سے سرکاری حلقے قدرے حیران ہیں کیونکہ انہوں نے سابق حکم اس بنا پر منظور نہیں کیا تھا کہ وہ جلسوں یا پریس کانفرنسوں کو خطاب نہیں کر سکتے۔ معتبر حلقوں نے کہا ہے کہ شیخ کی رہائی اور انہیں کشمیر میں داخل کی اجازت سے پہلے کشمیر سرکار کی منظوری حاصل کی جائے گی۔ اگرچہ جموں و کشمیر کے چیف منسٹری شری صادق نے کل وزیر داخلہ شری چوہان سے ملاقات کی تھی مگر وہ کل سرینگر روانہ ہو گئے۔ اور اس معاملہ پر پوری طرح غور نہیں کیا گیا سروودے لیڈر شری جے پرکاش نارائن نے آج بعد دوپہر شری چوہان سے ملاقات کی رہائی کے معاملہ پر بات چیت کی۔

سوگا ۲۵ر دسمبر۔ پنجاب کے مکھیہ منتری شری گل نے آج یہاں کہا کہ تمام وزراء حکومت کے سیکرٹری اور نان ٹیکنیکل محکموں کے سربراہ آئندہ یکم جنوری سے کاغذوں پر پنجابی میں نوٹ دینے شروع کر دیں گے۔ اور باقی تمام انتظامیہ کاموں میں ۱۳ر اپریل سے پنجابی میں کام شروع ہو جائے گا۔

مدورائے ۲۵ر دسمبر۔ اطلاع ملی ہے کہ کل اینٹی ہندی طلباء کا ایک مجمع جزیرہ رامیشورم میں شری رام ناتھ سوامی مندر میں داخل ہو گیا اور دیواروں پر سے ہندی کے الفاظ کو کھرچ ڈالے اور سنسکرت کے شلوکوں پر تارکول پھیر دی

کوئٹہ کا قیامت خیز زلزلہ (بقیہ صفحہ ۱)

بکھر رہی ہے"۔
آگے چل کر حضور نے اس کی وجہ بیان فرمائی :۔
"یہ اس لئے کہ نوع انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی ہے اور تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دنیا پر ہی گر گئے ہیں۔ اگر میں نہ آیا ہوتا تو ان بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی پر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت سے مخفی تھے ظاہر ہو گئے۔ جیسا کہ خدا نے فرمایا
وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا۔
اور توبہ کرنے والے امان پائیں گے اور جو بلا سے پہلے ڈرتے ہیں ان پر رحم کیا جائے گا"۔
اس کے بعد حضور اپنے مخاطبین کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔
"کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم ان زلزلوں سے امن میں رہو گے یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو۔ ہرگز نہیں۔ انسانی کاموں کا اس دن خاتمہ ہوگا۔ یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک ان سے محفوظ رہے گا میں تو دیکھتا ہوں کہ شاید ان سے زیادہ مصیبت کا منہ دیکھو گے"۔
آخر میں حضور نے فرمایا :۔
"میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آ جائے گا۔ اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لو گے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی اور جو اس سے نہیں ڈرتا وہ مردہ ہے نہ کہ زندہ"۔
(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۶ و ۲۵۷)

پس کوئٹہ کا قیامت خیز زلزلہ یقیناً دنیا کی آنکھیں کھول دینے کا موجب ہونا چاہیئے۔ اور خوش قسمت ہے وہ انسان جو ایسے واقعات پر عبرت کی نگاہ سے غور کرتا اور اپنے اندر نیک تبدیلی پیدا کرنے کی طرف متوجہ ہوتا ہے!!

وما علینا الا البلاغ